ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-16

ماخذ تحقیقی مجلہ

ڈاکٹر عطیہ فیض بلوچ
وزیٹنگ فیکلٹی، شعبہ اردو، جامعہ بلوچستان، کوئٹہ
ڈاکٹر لیاقت علی
ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ براہوئی، جامعہ بلوچستان، کوئٹہ
گل غٹئی
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، جامعہ بلوچستان کوئٹہ

براہوئی اور اردو داستانوں میں واقعاتی مماثلت پر تحقیقی نظر

Dr. Attiya Faiz Baloch
Visiting faculty, department of Urdu, University Of Balochistan Quetta.
Dr. Liaquat Ali
Associate Professor, department of Brahui, University of Balochistan Quetta.
Miss Gul Ghutia
Assistant Professor, department of Urdu, University of Balochistan Quett

***Corresponding Author:** atiyafaiz3333@gmail.com

Research Analysis of Insidental Similarities between Urdu and Brahui tales

Historical narratives provide profound insights into the thoughts, beliefs, traditions, and customs of ancient civilizations, often conveying wisdom through actions rather than words. This enduring relevance accounts for their persistent popularity across generations. The interaction and mutual influence between different cultures have resulted in shared themes within their literary traditions. For instance, the Brahuis, one of the oldest communities in the world, boast a rich literary heritage of poetry and prose that has gained global recognition.

When comparing Brahui stories with those in Urdu, striking similarities become evident, with the primary distinctions lying in language and stylistic expression. While Urdu storytellers emphasize linguistic nuances and expressive elements, Brahui narratives, when translated into Urdu, preserve their original essence. Despite linguistic differences, the principles of storytelling remain consistent across cultures, reflecting a universal approach to narrative structure and thematic content. This commonality underscores the shared human experience that transcends linguistic and cultural boundaries, highlighting the universal nature of storytelling.

Keywords: *Urdu Historical Stories, Brahui Folk Tales. Traditions, Similarities, Cultures, Linguistic Element, Universal Approach*

داستانی کہانیاں پڑھ کر جہاں ہمیں قدیم لوگوں کی سوچ اور ادبی رجحانات کا درست سمت میں اندازہ ہوتا ہے۔وہیں ان کے خیالات ،روایات، رسوم، رہن سہن اور توہمات وغیرہ کا پتہ بھی چلتا ہے۔ایسی کہانیوں میں فہم و فراست کی باتیں الفاظ سے زیادہ عمل کے ذریعے اجاگر کی جاتی ہیں۔اور یہی ان کی مقبولیت کی اصل وجہ ہے۔یہاں ایک سوال ذہن میں ابھرتا ہے کہ مختلف تہذیبوں سے تعلق رکھنے والی کہانیاں یا داستانیں مشترک خصوصیات کیوں رکھتی ہیں؟ان کی روایات، رسوم، رہن سہن اور اعتقادات میں مماثلت کیوں ہے؟دنیا میں تہذیب وثقافت کا تبادلہ مختلف طریقوں سے جاری رہا ہے۔کہیں افواج کی ملاپ کے ذریعے تو کہیں تاجروں کے ذریعے، کہیں فاتحین کے ذریعے تو کہیں عوام الناس کے ہجرت کرنے سے تہذیبیں آپس میں گھل مل گئی ہیں۔اسی ملاپ نے داستانوں کو بھی متاثر کیا ہے۔جس کے نتیجے میں ایک تہذیب کے اثرات دوسری کی تحریروں میں جھلکنے لگے۔ساتھ ہی یہ فرق بھی نمایاں ہو گیا کہ لوک کہانیاں کہیں تو حقیقی زندگی کے ساتھ ساتھ چلتی ہیں تو کہیں ان میں حقیقی زندگی سے ہٹ کر واقعات در آتے ہیں۔طلسمی دنیا کی سحر انگیزیاں کہانیوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہیں۔لیکن پوری دنیا میں داستان کی آواز ایک ہے۔بہ قول پروفیسر شرافت عباس ناز کے،

”موسموں، ہواؤں اور سورج، چاند ستاروں کی طرح داستانیں بھی انسانی نسلوں کی مشترکہ میراث ہیں اور اس کی گواہی ان بے شمار کرداروں اور واقعات کی شکل میں موجود ہے جو دنیا کی قریب قریب ہر زبان کی کہانیوں میں ایک خاص ترتیب اور تسلسل سے چلے آرہے ہیں“(1)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-16
ماخذ تحقیقی مجلہ

پروفیسر کے قول میں صداقت ہے کہ داستانیں تمام انسانوں کی مشترکہ میراث ہیں۔ جس کی وجہ سے کہانیوں میں بہت سے مقامات پر مماثلت آجاتی ہے۔ اسی تناظر میں اگر ہم براہوئی زبان اور اردو کی عشقیہ داستانوں کا موازنہ کریں تو ان میں بہت سی باتیں قدر مشترک کے طور پر پائی جائیں گی۔ حالانکہ ان دونوں زبانوں کی داستانوں کا تعلق دو مختلف خطوں اور مختلف تہذیبوں سے ہے۔ لیکن قصوں میں بہت سے مقامات پر مماثلت پائی جاتی ہے۔

براہوئی قبائل صوبہ بلوچستان میں صدیوں سے آباد ہیں۔ یہ برصغیر پاک و ہند کی قدیم زبانوں میں سے ایک ہے۔ بلوچستان کے علاوہ یہ صوبہ سندھ، جنوبی افغانستان، مشرقی ایران، جنوبی افریقہ اور ترکمانستان میں بھی بولی جاتی ہے۔ براہوئی زبان ادبی اعتبار سے ہر قسم کی اصناف سے مالامال ہے، چاہے وہ منظوم ہو یا مور۔ منثور ادب میں لوک کہانیوں کو اہمیت دی حاصل ہے۔ یہی لوک کہانیاں داستانوں کے لیے راہ ہموار کرتی ہیں۔ ہر زبان میں لوک کہانیاں سینہ بہ سینہ منتقل ہوتی رہی ہیں۔ اور اس کی تاریخ بھی قدیم داستان گوئی سے مشترک ہے۔ عبدالقیوم بیدار ان کہانیوں کی ابتداء سے متعلق کہتے ہیں،

”منثور لوک ادب بھی سینہ بہ سینہ منتقل ہو کر پہنچی ہے۔ زمانہ قدیم سے جب مرد حضرات رات کو اکٹھے ہو کر محفلیں جماتے تو ایک داستان گو یا جسے قصہ گو بھی کہتے ہیں بیٹھ کر لوگوں کو قصے کہانیاں سناتا۔ لوگ ان قصہ کہانیوں سے محظوظ ہوتے“(2)

دنیا کی تمام زبانوں کا ابتدائی ادب داستانوں پر مشتمل ہے۔ لہذا لوک کہانیاں ہی وہ قدیم ادبی ورثہ ہیں جو آگے جا کر ایک عظیم ادب کے لیے فکر و خیال کی نئی راہیں کھولتا ہے۔ بلوچستان کے قبائل تاریخی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کے ادبی سرمائے میں بھی عشقیہ داستانوں کا وجود ہے یہ داستانیں لوک کہانیوں کو ایک خوبصورت رخ دیتی ہیں۔

براہوئی زبان کی تاریخ میں کسی عشقیہ داستان کا ذکر نہیں ملتا۔ اس قدیم زبان کی ادبی تاریخوں کی جتنی بھی کتابیں دستیاب ہیں۔ ان میں عشقیہ داستان کو بطور صنف پیش نہیں کیا گیا۔ ان کے ہاں نثری ادب کے نمونے بہ کثرت ملتے ہیں۔ اس نثری ادب کی ابتداء دیگر زبانوں کی طرح لوک کہانی سے ہوئی ہے۔ لوک ادب کی اہمیت سے انکار نہیں کیونکہ اسی سے لوک کہانیوں اور گیتوں کی کی شاخیں نکلتی ہیں۔ یہ کہانیاں بیش بہا خزانوں سے لبریز ہیں۔ بہ قول شفیع عقیل،

”لوک کہانیوں میں صرف ان ہونی، افسانوی اور خوابوں کی دنیا کی باتیں نہیں ہوتیں بلکہ ان کے سینے میں بہت سا ایسا مواد بھرا ہوتا ہے جو ہمیں ان کی حفاظت کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ یہ کہانیاں پڑھ کے جہاں ہم قدیم زمانے کے

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-16

لوگوں کی سوچ اور ادبی رجحانات کا صحیح صحیح پتا چلاسکتے ہیں وہاں ان کے خیالات،روایات،رسم و رواج،رہن سہن،ارادے،توہمات خواہشات اور خوف وغیرہ کے بارے میں بھی جان سکتے ہیں" (3)

لوک کہانیوں کو حرف عام تفریحی کہانی نہیں کہا جاسکتا بلکہ ان کی تہہ میں انسان کے بہت سے فکری عوامل پوشیدہ ہیں۔انھی فکری عوامل کولے کر انسان اپنی روزمرہ زندگی کے دیگر عوامل کی تشکیل کرتا ہے۔براہوئی زبان کی لوک کہانیاں اس لحاظ سے اہمیت کی حامل ہیں کہ فنی اعتبار سے یہ داستان کی صنف پر پوری اترتی ہیں۔پلاٹ ،کردار،واقعات،منظرکشی وغیرہ میں ان تمام باتوں کا خیال رکھا گیا ہے۔جو ایک داستان کا لازمی جزو ہیں۔لہذا براہوی داستانوں کے ذیل میں براہوئی لوک کہانیوں کا ہی تجزیہ کیا گیا ہے۔

داستانوں میں جس چیز کو اولیت دی جاتی ہے۔وہ اس میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات ہیں۔انھی واقعات سے کہانی آگے بڑھتی ہے۔اور قصوں کی شکل میں ڈھل جاتی ہے۔اردو داستانوں کی عمومی فضا ایک سی ہے۔قصے بھی تقریباً ملتے جلتے ہیں۔کرداروں میں بھی مشابہت ہے۔تہذیبی وثقافتی عناصر کو بھی لکھنے والوں نے اپنے اپنے انداز و الفاظ میں شامل کیا ہے۔ان میں اگر کہیں امتیاز کا پہلو آتا ہے تو وہ مافوق الفطرت عناصر کو مختلف اشکال میں ڈھالنا اور ضمنی کہانیوں میں تھوڑی بہت تبدیلیوں کا ہونا ہے۔قدیم داستانیں اسی بنیاد پر اپنی عمارت کھڑی کرتی رہی ہیں۔مختلف ادوار میں لکھی گئی داستانیں صدیاں گذرنے کے باوجود ایک سی خصوصیات رکھتی ہیں۔

واقعاتی مماثلت کے لحاظ سے دیکھا جائے تو براہوی زبان اور اردو زبان کی داستانوں میں کہانی کی ابتدائیہ کے علاوہ کہیں کہیں ایسا بھی ہے کہ پوری کی پوری کہانی ایک دوسرے سے مشابہت رکھتی ہے۔یہ مشابہت براہوی زبان کی داستان "قسمت اور نصیب" اور اردو داستان "باغ و بہار" کے دوسرے درویش کی سیر میں صفحہ نمبر ۸۹ تا ۹۶ تک موجود ہے۔"باغ و بہار" میر امن دہلوی کی اردو داستان کی کتاب ہے۔جو ۱۸۰۱ء میں لکھی گئی ہے۔جبکہ براہوئی داستان "قسمت اور نصیب" ڈاکٹر عبدالرحمن براہوئی کی ترجمہ کردہ کتاب "براہوئی لوک کہانیاں" میں سے ایک قصہ ہے۔دونوں داستانوں کے کردار ایک سے ہیں۔کہانی ایک ہے حتیٰ کہ قصے کی ابتداء اور اختتام تک ایک جیسے ہیں۔براہوئی داستان "قسمت اور نصیب" کی کہانی کچھ یوں ہے کہ ایک بادشاہ کی اولاد نرینہ نہیں تھی صرف سات شہزادیاں تھیں۔بادشاہ روز ان سے سوال کرتا کہ تم کس کی قسمت سے کھارہی ہو؟ پہن رہی ہو؟ چھوٹی بیٹی کہتی،ہم اپنے نصیب کا کھاتی ہیں۔بادشاہ اس کی باتیں سن کر غصے میں آجاتا۔اور ایک دن اسے جنگل میں چھوڑنے کا حکم دیتا ہے۔جبکہ " باغ و بہار" کی کہانی کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک بادشاہ کی سات بیٹیاں تھیں۔بادشاہ اپنی ساتوں

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-16
ماخذ تحقیقی مجلہ

بیٹیوں کو بلا کر کہتا ہے کہ خدا کا شکر ادا کرو کہ آج تم شہزادیاں کہلاتی ہو اور یہ سب میری وجہ سے ہے۔ بیٹیوں نے بادشاہ سے اتفاق کیا۔ لیکن ساتویں بیٹی نے بادشاہ سے کہا کہ آپ کو اور مجھے پیدا کرنے والا اللہ ہے۔ اور یہ جو میری قسمت میں ہے۔ اللہ کی طرف سے ہے۔ یہ سن کر بادشاہ نے غصے میں آکر حکم دیا کہ شہزادی کو جنگل چھوڑ آؤ۔ یہ دونوں ضمنی قصے آپس میں مماثلت کی وجہ سے ایک سے لگتے ہیں۔ دونوں داستانوں سے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں،

براہوئی داستان، قسمت اور نصیب

" اس چند روزہ دنیا میں ایک بادشاہ تھا۔ اس بادشاہ کے کوئی اولاد نرینہ نہ تھی۔ شہزادیاں سات تھیں"(4)

اردو داستان, باغ و بہار

"سلطان اقلیم کا بڑا بادشاہ تھا۔ ان کے گھر میں سات بیٹیاں پیدا ہوئیں" (5)

قسمت اوور نصیب

" ہر صبح بادشاہ ان سے پوچھتا! بیٹے تم کس کی قسمت سے کھا رہی ہو، پہن رہی ہو"(6)

باغ و بہار

" سلطان کے کچھ جی میں آیا تو بیٹیوں کی طرف دیکھ کر فرمایا: اگر تمھارا باپ بادشاہ نہ ہوتا اور کسی غریب کے گھر میں تم پیدا ہوتیں تو تمھیں بادشاہ زادی اور ملکہ کون کہتا! خدا کا شکر کرو کہ شہزادیاں کہلاتی ہو" (7)

قسمت اور نصیب،

"اس نے چھوٹی شہزادی کی شادی، ایک بیمار سے کر دی اور حکم دیا کہ دونوں کو ایک ایسی جگہ پہنچا دو جہاں نہ آدم ہو نہ آدم زاد، بادشاہ کے حکم کی تعمیل ہوئی اسے ایک ایسے گھنے جنگل میں پہنچا دیا گیا۔ دور دور تک آبادی کا نام و نشان تک نہ تھا۔" (8)

باغ و بہار

"اب اس کی یہی سزا ہے کہ گہنا پاتا جو کچھ اس کے ہاتھ، گلے میں ہے، اتار لو۔۔۔ اور ایک ایسے جنگل میں کہ جہاں نام و نشان آدمی آدم زاد کا نہ ہو، پھینک آؤ دیکھیں اس کے نصیبوں میں کیا لکھا ہے" (9)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-16

ماخذ تحقیقی مجلہ

ان اقتباسات میں زبان و بیان کے فرق کے علاوہ کوئی امتیاز نہیں ہے۔ دونوں طرف کی داستانوں میں واقعات ایک جیسے ہیں جس سے ان میں مماثلت کا پہلو واضح ہو جاتا ہے۔

مشہور و مقبول داستانوں کی ایک صفت ان کا قصہ در قصہ ہونا ہے یہ داستان چھوٹے چھوٹے ضمنی قصوں کا مرکب ہے۔ داستانوں کی طوالت کے لیے ضروری ہے کہ ایک قصہ چل رہا ہو تو ساتھ میں دوسرا بھی شروع ہو جائے۔ داستان کو طول دینا ایک فن ہے۔ یہ داستانوں کی فنی خصوصیات میں سے ایک ہے۔ اس ضمن میں عطیہ فیض اپنے غیر مطبوعہ مقالے میں لکھتی ہیں،

> "داستانوں کی مشترکہ خصوصیات میں سے ایک اس کی طوالت نگاری بھی ہے۔ یہ اس کی خصوصیت گردانی جاتی ہے کہ داستان جتنی طویل ہو گی اتنی ہی اچھی سمجھی جائے گی" (10)

براہوئی داستانوں میں ایسے کئی قصے ہیں کہ جن میں کہانیوں سے کہانیاں نکلتی ہیں۔ داستان "لعل بادشاہ" میں ایک قصہ لعل بادشاہ کا بوڑھی عورت کو بلا سے بچانے کا ہے۔ دوسری ضمنی کہانی لعل بادشاہ کو شاہ پری کے اپنے محل میں لے جا کر رکھنا، اسے بچانے کے لیے شاہ ایران کی تگ و دو کرنا ہے۔ ایک دوسری براہو داستان "امیر حمزہ اور جمال اژدھا" بھی تین ضمنی کہانیوں کا مرقع ہے پہلا حصہ امیر حمزہ کی بہادری کا، دوسرا اژدھا سے لڑکی کو بچانے کا اور تیسرا قصہ مکار بڑھیا سے عورتوں کو چھڑانے کا ہے۔ داستان "سوتیلی ماں" میں دو ضمنی کہانیاں ہیں جو ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔ پہلا حصہ سوتیلی ماں کا اپنی بیٹیوں پر ظلم ڈھانے کا ہے۔ دوسرا قصہ ان بچوں کو جنگل میں چھوڑ کر آنے کے بعد شروع ہوتا ہے۔ جہاں وہ ایک دیو کے پاس چلی جاتی ہیں۔ داستان " دام گر اور چوں باچوں کی بیٹی" میں بھی کئی ضمنی قصے، قصہ در قصہ جڑے ہوئے ہیں۔ شہزادے کے مختلف احکامات بجالانے میں دام گر کا بیٹا مختلف مہمات سر کرتا ہے۔ اور آخر کار کامیاب و کامران لوٹتا ہے۔ داستان "دام گر اور چوں باچوں" سے اقتباس ملاحظہ ہو،

> " نوجوان نے طوطا شہزادے کو پیش کیا تو شہزادے نے اسے بے حد پسند کیا اور نوجوان کو انعام دیا۔۔۔ شہزادے نے کہا ایسے تین اور طوطے لاؤ، دام گر گھبرا گیا۔۔۔ دام گر کو پھر طلب کیا گیا جب وہ پہنچا تو شہزادے نے اس سے کہا کہ طوطے کے لیے چندن کی لکڑی سے بنے ہوئے پنجرے تیار کر کے لائے۔۔۔ جب وہ محل میں پہنچا تو شہزادے نے کہا کہ چالیس بچھیروں والی گھوڑی کے کان میں جو چراغ ہے وہ لے آؤ۔۔۔ جب وہ شہزادے کے پاس پہنچا تو شہزادے نے اس سے کہا کہ " جا کر چوں باچوں کی بیٹی کو لے آؤ، میں اس سے شادی

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-16
ماخذ تحقیقی مجلہ

کروں گا" (11)

اس داستان میں چھوٹے چھوٹے مہمات کی صورت ضمنی کہانیاں تشکیل دے کر قصے کو طویل کیا گیا ہے۔ براہوی داستانوں کے طرز پر اردو کی عشقیہ داستانوں میں بھی کہانی سے کہانی نکلتی ہے۔"باغ و بہار"، "آرائش محفل"، " داستان امیر حمزہ"، "بوستان خیال"، " شکنتلا" ، "مادھونل وکام کندلا"، "مذہب عشق"، قصہ اگر گل "وغیرہ وہ اردو داستانیں ہیں۔ جن میں کہانیقصہ در قصہ کی صورت آگے بڑھتی ہے۔

داستانوں پر شاہی زندگیکا رنگ غالبہے۔ یہ رنگ انکے تمامعاملات میں جھلکتا ہے۔ مثلاً ضیافتیں ہوں یا باغ کی سیر، محل میں کوئی تقریب ہو یا شہزادی اور شہزادے کی شادی، سب میں عام زندگی سے ہٹ کر روایتیں موجود ہیں۔ ضیافتوں میں ان کھانوں کی فہرست گنوائی جاتی ہے کہ جو کھانے بہت کم ایک ہی دستر خوان پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ باغات کی سیر کے لیے باغوں میں قیمتی ہیرے جواہرات، جڑے سواریوں اور تخت کا ذکر ہوتا ہے۔ شہزادے سے شادی کے لیے لڑکی بھی حسین و جمیل ڈھونڈی جاتی ہے۔ جبکہ شہزادی اپنی شادی کے لیے عموماً کچھ شرائط یا سوالات رکھتی ہے۔ جن کو پورا کرنے کے بعد ہی شہزادی سے شادی ممکن ہوتی۔ براہوی داستانوں میں شادی کے لیے شرائط رکھنے کی کئی مثالیں موجود ہیں۔ براہوی داستان "انمول پری" میں جب شہزادہ، پری کے حصول کے لیے نکلتا ہے تو ایک بڑھیا اسُے بتاتی ہے کہ شہزادی نے شادی کے لیے شرط رکھی ہے۔ جو یہ شرط پوری کرے گا۔ شہزادی اسُ سے شادی کرے گی۔ براہوی داستان سے مثال ملاحظہ ہو۔

" بڑھیانے شہزادے کو بتایا کہ انمول پری فلاں بادشاہ کی بیٹی ہے۔ اس سے شادی کرنے کی شرط یہ ہے کہ شام سے صبح تک اُسے بات کرائے۔ ورنہ صبح کو اس کا سر قلم کر دیا جاتا ہے" (12)

اسی طرح ایک اور براہوئی داستان "دام گر اور چوں باچوں کی بیٹی" میں بھی شادی کے لیے پانچ شرائط رکھی جاتی ہیں۔ براہوی داستانوں کی طرح ملتی جلتی فضا اردو داستانوں میں بھی پائی جاتی ہے وہاں بھی شہزادے کو شادی کے لیے کڑی شرائط پوری کرنی ہوتی ہیں۔" آرائش محفل" میں حسن بانو شادی کے لیے سات سوالات پورے کرنے کی شرط رکھتی ہے اور داستان میں شہزادی حسن بانو کی دائی اس کے شرائط کی تائید یوں کرتی ہے،

"اے جان مادر، تو ان ساتوں سوالوں کا اشتہار نامہ لکھ کر اپنے دروازے پر لگا دے اور یہ کہ جو کوئی میرے ساتون سوال پورے کریگا مین اوسی کو قبول کرونگی" (13)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-16

لہذا شہزادہ منیر شامی، حاتم طائی کے ذریعے ان سوالات کی کھوج لگواتا ہے۔ اور کامیاب و کامران لوٹ کر شہزادی حسن بانو کو پالیتا ہے۔ لکھنے والوں کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ ایسی شرائط کو پورا کرنے میں مرکزی کردار یعنی ہیرو مشکلات میں گھر جائیں تا کہ داستان کی دلچسپی مزید بڑھ جائے۔ واقعاتی مماثلت میں اسکتے پر بھی براہوئی اور اردو داستانیں ملتی جلتی نظر آتی ہیں۔

داستانوں کی فضا طلسمی ہے۔ طلسم کے زور سے انسانوں کو جانوروں کا روپ دینا اور جب چاہا جادو کر کے دوبارہ اسے انسانی روپ دینا عام ہے۔ نفسانی خواہشات کے حصول کے لیے قصوں میں انسانوں کو جانور بنا کر رکھنے کی مثالیں بھی موجود ہیں۔ اس پہلو پر براہوئی اور اردو داستانیں ایک سی تصویر پیش کرتی ہیں۔ اردو داستان "سروش سخن" میں شہزادہ دل آرام، جادوگرنی کے چنگل میں پھنس جاتا ہے۔ وہ دن میں اسُے مور بنا کے رکھتی تھی اور رات کو دوبارہانسان کے روپمیں لے آتی تھی۔ ایک اور اردو داستان "شگوفہ محبت" میں شہزادہ کوہ قاف کیا یک شہزادی مہر جمال سے ملتا ہے۔۔ دونوں ایک دوسرے کی عشق میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ شہزادی اسے جادو کے زور سے کبھی کبوتر بنا کے رکھتی تو کبھی ہرنی بنا کے رکھتی ہے۔ اسی طرح قصہ "مہر افروز دلبر" میں ایک پیر انسانوں کو دن میں جانور بناتا ہے۔ تا کہ لوگ انھیں پہچان نہ سکیں اور رات کو دوبارہ انسان بنا دیتا تھا۔

قدیم اردو داستان

"کہانی رانی ک ی ت کی اور کنور اودے بھان کی" میں جوگی مہندر مرکزی کردار کنور اودے بھان اور اس کی ماں اور باپ کو جادو کے زور پر ہرن اور ہرنی بنا کے جنگل میں چھوڑ آتے ہیں۔

داستان سے اقتباس ملاحظہ ہو،

"اودے بھان، سورج بھان، لچھمی باس، ان تینوں کو ھرن ھرنی بنا کے کسی بن میں چھوڑ دو۔۔۔ جیسا کچھ گرو جی نے کہا جھٹ پٹ وو ھیں کیا۔ بپت کا مارا کنور اودے بھان اور اوس کا باپ وہ مہاراجا سور جبھان اور اوس کی ماوہ مہارانی لچھمی باس، ھرن ھرنی بن بن کی ھری ھری گھاس کئی برس تک چگتے رھے" (14)

داستانی قصوں کی ایسی ہی ملتی جلتی فضا براہوی داستانوں میں بھی برقرار ہے داستان "جادوگر فقیر" میں ایک فقیر سوداگر کی بیوی کو ایک کمرے میں بند کرتا ہے۔ اور جادو کے زور سے اسُے کتا بنا دیتا ہے۔ ڈاکٹر عبد الرحمن براہوی اس قصے کو یوں بیان کرتے ہیں،

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-16

"فقیر نے وہ پانی لے لیا اور اسی وقت کچھ پڑھ کر اس پانی میں پھونک ماری، عورت اس کے جادو کے زور سے سیاہ رنگ کا کتا بن گئی اور فقیر کے ساتھ ساتھ چلنے لگی"(15)

ایک اور براہوئی داستان "حسن در" میں مرکزی کردار دن کو اژدھا کے روپ میں ہوتا ہے اور رات کو جادو کے زور سے انسان بن کر بیوی کے ساتھ رہتا ہے۔یوں دونوں طرف کی داستانوں میں واقعاتی مماثلت اس زاویے سے بھی پائی جاتی ہے۔

داستانوں میں چلم وحقہ کے استعمال کے علاوہ، شراب نوشی وغیرہ کا ذکر بھی کثرت سے موجود ہے۔کردار مسلمان ہیں لیکن حرام اشیاء کا استعمال کھلے عام کر رہے ہیں۔یہ سب داستانی مبالغے کے زمرے میں آتا ہے کہ ایک طرف تو ہیرو دین دار ہے۔نماز پڑھتا ہے نیکی کی تلقین کرتا ہے تو دوسری طرف شراب پینے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا ہے کرداروں کے اوصاف کے پس منظر میں شراب نوشی اور دیگر اخلاقی برائیاں قصوں میں داستانی مبالغہ کی صورت میں نظر آتی ہیں۔عہد قدیم کا معاشرہ ایسا ہی تھا مذاہب سے اخلاقیات آئیں۔انھی سے ایمانیات والٰہیات کی کرنیں پھوٹیں تب جا کر معاشرے میں تبدیلیاں آئیں۔ہندو مسلم مشترک تہذیب کے اثرات داستانوں پر بھی اپنے نقوش چھوڑ گئے۔ ہندو معاشرت کی فضا صرف چند اردو داستانوں پر چھائیہوئی ہے جن میں "مادھونل اور کامکندلہ" ، "بیتال پچیسی"، "شکنتلا" وغیرہ شامل ہیں جبکہ دیگر داستانوں میں مسلمان کردار نیک اعمال کرتے نظر آتے ہیں۔لیکن ساتھ ہی شراب نوشی کا استعمال کھلے عام کرتے ہیں کیونکہ اس عہد میں یہ اشیاء ممنوعہ نہیں تھیں۔اردو داستان "قصہ اگر گل" میں بازار میں شراب فروخت کی جا رہی ہے۔مثال ملاحظہ ہو،

" ہر طرف سے نوشا نوش کی آوازیں دیتے ہیں، صراحیاں رنگارنگ کی دکھاتے ہیں، پکارتے ہیں، آؤ پیو کہ آب بقایہ شراب ہے" (16)

اتنے دل کش انداز میں شراب کی فروخت سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس عہد میں ان کا استعمال کرنا عام سی بات ہے۔انھی اشیاء کا استعمال یہاں کے داستانی کردار بھی کرتے رہے ہیں۔یہاں بھی شراب، بھنگ، چلم وحقہ جیسی نشہ آور اشیاء کرداروں کے غم غلط کرنے کے لیے استعمال ہوتی رہی ہیں۔براہوئی داستانوں میں زیادہ تر چلم وحقہ کا ذکر ملتا ہے۔براہوئی داستانوں "تن نال"، "خاوند کی تلاش"، "امیر حمزہ اور جمال اژدھا" وغیرہ میں جزوی طور پر ان کا ذکر موجود ہے۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-16
ماخذ تحقیقی مجلہ

داستانوں کے کردار انسانوں کے ساتھ ساتھ جانور اور پرندے بھی ہیں۔ کہانیوں میں انھیں باقی کرداروں کے ساتھ بات چیت کرتے دکھایا گیا ہے۔ یہ کہانیاں حکایات نہیں ہیں لیکن ان میں جانوروں کی شمولیت ضرور ہے۔ اردو کی عشقیہ داستانیں اور براہوئی داستانیں اس سلسلے میں کافی حد تک مماثل ہیں۔ دونوں میں بولنے والے گھوڑے، بولنے والے سیمرغ، بولنے والے اژدھا، بات چیت کرنے والی مینا اور طوطا کرداروں کی مدد کرنے میں مشغول ہیں۔ اردو داستان" قصہ اگر گل" میں طوطا اور مینا گفتگو کرتے نظر آتے ہیں۔ انسانوں کے ساتھ ان کا مکالمہ کچھ یوں ہے،

" اے بندہ خدا! اس شہر سے پانی پینا مناسب نہیں ہے اگر شاہ پانی سے ہاتھ اٹھا کر ان سے مخاطب ہوا اور وجہ پوچھی، مینا نے کہا" اے شہر یار! اس باغ کے مالک نے تین دن سے کچھ بھی نہیں کھایا اس لیے مہمان کے لیے لازمی ہے کہ وہ میزبان کی اجازت کے بغیر نہر سے پانی نہ پیئے" (17)

اسی طرح ایک اور داستان "فسانہ عجائب "میں جان عالم جو ایک لاکھ میں طوطا خرید کے لاتا ہے۔ اصل میں اسی کو داستان کے مرکزی کرداروں کے مقابل کہا جا سکتا ہے عقل و خرد کی باتیں کرنے والا طوطا ہی اصل میں انجمن آراء کا پتا دیتا ہے اور اس تک رسائی میں مدد بھی کرتا ہے۔ داستان "مذہب عشق" میں تاج الملوک بولنے والی مینا کے بتائے ہوئے درخت پر جاتا ہے اور کامیاب ہو جاتا ہے۔ ایسی ہی ملتی جلتی صورتحال براہوئی داستان "طوطا اور مینا "میں دونوں پرندوں کی گفتگو کیصورت میں موجود ہے۔ ایکاور براہوئی داستان "دام گر اور چوں باچوں کی بیٹی" میں دام گر اور سیمرغ کا مکالمہ کچھ یوں ہے،

" اے دام گر تو نے ہمیں اژدھا سے بچایا ہے اس لیے میرا ایک بچہ اپنے ساتھ لے جاؤ میں اسے تم پر بخش دیتا ہوں" (18)

اسی داستان میں مرکزی کردار دام گر کو شیر، چیونٹیوں، وغیرہ سے بات چیت کرتے دکھایا ہے۔ داستانی قصوں میں جادوئی بال جلا کر کسی کو بھی مدد کے لیے بلانے کی بھی کئی مثالیں موجود ہیں۔ قدیم اردو داستانوں "مذہب عشق"، " گل صنوبر"، " سرور سلطانی" اور "سروش سخن" وغیرہ میں بال یا پر جلا کر مرکزی کرداروں کی مدد کے لیے کسی نہ کسی غیبی کردار کو بلانے اور بات کرنے کی روایت موجود ہے۔ ان سے مشابہہ واقعات براہوئی داستانوں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ کہیں شیر اپنے چند بال دیتا ہے کہ جب میری ضرورت ہو تو یہ ایک بال جلا دینا، جنگل کے تمام شیر مدد کے لیے پہنچ جائیں گے۔ تو کسی قصے میں چیونٹی اپنا پر دیتی ہے کہ مصیبت کے وقت اسے جلا دینا ہم سب مدد کو پہنچ جائیں

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-16

گے۔ براہوئی داستان "اسپ چہل کرہی" میں ایک گھوڑے) ابر (کے جادوئی بال شہزادے کی مدد کرتے ہیں۔ گھوڑا شہزادے کے ساتھ کیسے ہم کلام ہوتا ہے۔ صلاح الدین مینگل کہتے ہیں،

" ابر پارینہ کہ کناخ نادایٹ آتیان درک ہموڑے نن نیمہ ءگند ایترک ہروڑ ناجیتام شوک، تولہ خرماک بریرہ چ مریرہ ہموکل ارغ آتے کرہ نی بے فکر مرک" (19)

ابر کہتا ہے کہ میری گردن کا یہ بال اپنے ساتھ لے جاؤ آدھی رات کو وہاں جلاؤ ہر قسم کے جاندار) کیڑے مکوڑے) آجائیں گے وہ تمام خشک روٹیکھا جائیں گے تم بے فکر ہو جاؤ۔

پرندوں اور جانوروں کے ساتھ ہم کلام ہونے کی روایت دونوں طرف کے قصوں میں موجود ہے یہ حیوانات ناصرف بطور کردار موجود ہیں بلکہ مرکزی کرداروں کے شانہ بہ شانہ قصے کو آگے بڑھانے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ جانور جب بولتے ہیں تو مصلح اور دانشور کیوں نظر آتے ہیں؟ اس کام کے لیے جانور یا پرندوں کا ہی انتخاب کیوں کیا جاتا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ جانوروں اور پرندوں کو عموماً بے ضرر سمجھا جاتا ہے کسی شک و شبہ کے بغیر ان کی باتوں پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے ان کی زبان سے وہ کلمات ادا کروائے جاتے ہیں۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ جانور بے زبان ہوتے ہیں لیکن قصوں میں جب وہ بولتے ہیں تو ان کی بات مانی جاتی ہے۔ داستانوں میں ہدایت ورہنمائی والا کردار جانوروں کو اسی لیے دیا جاتا ہے کہ ان پر شک نہیں بلکہ اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ اس اعتماد کی وجہ یہ ہے کہجانور کا بولنا غیبی قوت کیوجسے ہے لہذا وہمیاشک و شبہکی گنجائش نہیں رہتی۔

داستانی کہانیاں ایک دوسرے میں پیوست ہوتی ہیں۔ ان کہانیوں کا ایک جیسا ہونا محض اتفاق ہے۔ یہ دنیا اتفاقات کی دنیا ہے۔ داستان نویس اپنے قاری کی دلچسپی کو مدنظر رکھ کر کہانیاں تخلیق کرتا ہے۔ ایسے میں دو مختلف خطوں کی داستانوں کے اکثر واقعات کا ایک جیسا ہونا محض اتفاق ہے۔ داستانوں کی فنی خصوصیات ہر خطے کے لیے ایک جیسی ہیں۔ داستانوں کے مرکزی خیال پر غورر کیا جائے تو یہ تہذیب نفس اور شائستگی اخلاق ہے۔ ان میں تخلیق کردہ قصوں کے ذریعے لوگوں سے اچھے اخلاق و عادات پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اخلاقیات کا درس دلچسپ واقعات کے پردے میں دیا جاتا ہے تاکہ قاری کو بھی نیکی کا راستہ دکھایا جائے۔ واقعات میں کفر و شرک کی خامیاں اور مذہب اسلام کی خوبیوں کو اسطرح اجاگر کیا جاتا ہے کہ انجام کار اسلام کی فتح ہی ہے خیر و شر کا تصادم اس کی کڑی ہے۔ تہذیب و اخلاق کے ساتھ ساتھ داستانوں میں عریانی و فحش نگاری کی بھی کمی نہیں ہے۔ البتہ داستانوں کی

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-16

طوالت کے باعث یہ عیب نمایاں نہیں ہوتا۔ ان فنی خصوصیات کو مد نظر رکھ کر عالمی ادب میں داستانیں تحریر کی جا رہی ہیں۔ جس سے ان میں مماثلت کے خدوخال نمایاں ہو جاتے ہیں۔

حوالہ جات

1۔ پروفیسر شرافت عباس ناز، ترجمہ، کوہ قاف کے اُس پار، ہزارہ قبائل کی عوامی داستانیں، پائلٹ ایجوکیشنل لاہور 2010 (ص50)

2۔ عبد القیوم بیدار، براہوئی، لسانی ادب کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ، ایم فل مقالہ، یونائٹڈ پریس سیٹھ اسماعیل روڈ کوئٹہ 2010 (ص 56)

3۔ شفیع عقیل، پنجابی لوک داستانیں، اشاعت پنجم، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد 1978 (ص16)

4۔ ڈاکٹر عبد الرحمن، براہوئی، تلاش اور ترجمہ، براہوی لوک کہانیاں، لوک ورثے کا قومی ادارہ، اسلام آباد 2016 (ص57)

5۔ میر امن دہلوی، باغ و بہار، مرتب رشید حسن خان، مجلسترقی ادب کلب روڈ، لاہور 2016 (ص89)

6۔ ڈاکٹر عبد الرحمن براہوئی، تلاش و ترجمہ، براہوی لوک کہانیاں، لوک ورثے کا قومی ادارہ، اسلام آباد 1978 (ص57)

7۔ میر امن دہلوی، باغ و بہار، مرتب رشید حسن خان، مجلسترقی ادب کلب روڈ، اسلام آباد 2016 (ص90)

8۔ ڈاکٹر عبد الرحمن براہوئی، تلاش و ترجمہ، براہوی لوک کہانیاں, لوک ورثے کا قومی ادارہ، اسلام آباد 1978 (ص-58)

9۔ میر امن دہلوی، باغ و بہار، مرتب رشید حسن خان، مجلس ترقی ادب کلب روڈ، لاہور 2016 (ص91)

10۔ عطیہ فیض، بلوچستان کے اردو افسانے میں بلوچستانی ثقافت کا مطالعہ، تحقیقی مقالہ برائے ایم فل اردو، یونیورسٹی آف ایسٹ حیدر آباد، 2011 (ص49)

11۔ عبد الرحمن براہوئی، بلوچستان کے لوک کہانیاں، اسلام آباد 1978 (ص50)

12۔ ڈاکٹر عبد الرحمن براہوئی، تلاش و ترجمہ، براہوی لوک کہانیاں، لوک ورثے کا قومی ادارہ، اسلام آباد 1978 (ص55)

13۔ حیدر بخش حیدری، آرائش محفل، مرتب سید سبط حسن، 2009 (ص5)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-16

ماخذ تحقیقی مجلہ

14۔میر انشاء خان انشاء، کہانی رانی کی ت کی اور کنور اودے بھان کیطبع ثانی ، انجمن ترقی اردو، کراچی 1955 (ص23-24)

15۔ڈاکٹر عبد الرحمن براہوئی، تلاش و ترجمہ، براہوی لوک کہانیاں، لوک ورثے کا قومی ادارہ، اسلام آباد 1978 (ص15)

16۔خلیل الرحمن داودی (مرتب) قصہ اگر گل، طبع اول، مجلس ترقی ادب، لاہور 1967 (ص135)

17۔ خلیل الرحمن داودی، 1967 (ص200)ایضاً

18۔عبد الرحمن براہوئی، بلوچستان کے لوک کہانیاں,اسلام آباد 1978 (ص88)

19۔محمد صلاح الدین مینگل، براہوئی خلقی قصہ نماک،اولیکوار، براہوئی اکیڈمی، کوئٹہ 1981 (ص18)